WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۃ التغابُن

نام : اس سورت کی آیت نمبر ۹ میں التغابن کا کلمہ ہے یہی اس کا نام تجویز کیا گیا۔ اس میں دو رکوع، اٹھارہ آیتیں، دو سو اکتالیس کلمے، ایک ہزار، حروف ہیں۔

نزول : اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ اس کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے یہی قول نقل کیا ہے۔ ابن الزبیر سے بھی یہی مروی ہے۔ اگرچہ بعض مفسرین اسے مکی کہتے ہیں لیکن پہلا قول راجح ہے۔

مضامین : پہلی چار آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلیلہ کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ان صفات کا جو تعلق کائنات کی تخلیق خصوصاً انسان کی تخلیق سے ہے اُسے ساتھ ساتھ واضح کر دیا گیا۔ بتایا کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اس کی پاکی بیان کر رہی ہے۔ بلندیوں اور پستیوں میں اسی کی حکمرانی ہے۔ ہر قسم کی تعریف کا وہی حقدار ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ انسان کو بھی اسی نے پیدا کیا۔ بعض خوش نصیب وہ ہیں جنھوں نے اپنے خالق کو پہچانا اور اس کی وحدانیت پر ایمان لے آئے ہیں اور اُس کے انعامات پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور بعض ایسے بدنصیب ہیں جو اس سعادت سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہمہ دانی کا یہ حال ہے کہ کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔

حمدِ الٰہی کے بعد گزشتہ زمانوں کے کفار کا حال بیان کیا کہ انھوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں کی تکذیب کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ اے لوگو! تم اُن سے عبرت پکڑو اور ایسی راہ اختیار نہ کرو جس کا انجام تباہی ہو۔

آیت نمبر ۱۴ اور ۱۵ میں اہلِ ایمان کو ایک اہم خطرے سے متنبہ کر دیا تاکہ وہ اس سے بچتے رہیں۔ بیوی اور اولاد کی محبت انسان کے لیے بہت بڑی آزمائش ہے۔ لوگ اپنی بیویوں کو خوش کرنے اور اپنی اولاد کو خوشحال دیکھنے کے جنون میں کیا کچھ نہیں کر گزرتے۔ ہر شخص یہ سمجھ لے کہ اس کی حسین و جمیل بیوی جس کی ایک ادا پر وہ سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہے یا اس کی پیاری اولاد جس کو خوش و خرم دیکھنے کا وہ از حد متمنی ہے۔ اگر اس نے فرزند و زن کے لیے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی تو اس کی عاقبت برباد ہو جائے گی۔ یہ بیوی، یہ بچے کبھی کام نہ آئیں گے۔ اس وقت اُسے پتہ چلے گا کہ یہ اس کے دشمن تھے۔ تم اب چوکنے رہو اور ان کی ناجائز نازبرداری سے اجتناب کرو۔ تاکہ تمہیں قیامت کے روز پچھتانا نہ پڑے۔

آخر میں یہ ہدایت فرما دی کہ جہاں تک تمہارے امکان میں ہے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنا لو۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں فیاضی سے کام لو۔ اس کا وہ تمہیں اتنا اجر دے گا جس کا ابھی تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيْ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ التغابن مدنی ہے اور اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَ

اللہ ہی کی تسبیح کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر چیز جو زمین میں ہے ؂۱ اسی کی حکومت ہے اور

لَهُ الْحَمْدُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے ؂۲ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ②

پھر تم میں سے بعض کافر ہیں اور تم میں سے بعض مومن ہیں ؂۳ اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے۔

؂۱ اس سورت میں جو معارف و مطالب بیان کیے گئے ہیں ان کا آغاز اس آیت سے زیادہ موزوں نہیں ہو سکتا۔ انسان کی تخلیق، اس میں متعدد اور متضاد نوعیت کی صلاحیتوں کا ودیعت کیا جانا، اس کی صورت کا حسین وجمیل ہونا، آسمانوں اور زمین کا اور ان میں جو کچھ ہے اس کا حق کے ساتھ پیدا کیا جانا، یہ ساری چیزیں اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ ان کا خالق تمام صفاتِ کمال سے متصف ہے اور ہر عیب ونقص سے مبرا اور منزہ ہے۔ بلندیوں پستیوں میں حقیقی فرمانروائی اسی کی ہے۔ ہر خوبی اور ہر کمال جہاں کہیں دکھائی دیتا ہے وہ اسی کا ہے یا اس کا بخشا ہوا ہے اس لیے ہر حمد کا وہی مستحق ہے۔

؂۲ جب ہر چیز ممکن ہے اس کی تخلیق کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف یکساں ہے تو اس کی قدرت کی نسبت بھی ہر چیز سے مساوی ہوگی۔

؂۳ جبر وقدر کے نظریات نے عرصہ تک لوگوں کو پریشان رکھا۔ اس افراط وتفریط کے درمیان اہلسنت نے راہِ اعتدال اختیار کی۔ نہ ہم انسان کو جمادات کی طرح مجبورِ محض سمجھتے ہیں اور نہ اسے مختارِ مطلق مانتے ہیں کہ جو چاہے وہ کرے اور جو اس کی مرضی ہو وہ ہوتا چلا جائے۔ اس کا اور اس کی جملہ صلاحیتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ان صلاحیتوں کا بروئے کار لانا، اچھے یا برے انداز سے ان کو استعمال کرنا یہ انسان کا فعل اور کسب ہے۔ اسی کسب کے باعث وہ جزا وسزا کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ اس آیت میں بتا دیا گیا ہے کہ تمہیں نیست سے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ

اس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ اور اس نے تمہاری صورتیں بنائیں اور تمہاری صورتوں کو خوبصورت بنایا ۲

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۳ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ

اور اسی کی طرف (سب نے) لوٹنا ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے نیز وہ جانتا ہے

ہست کرنے والا، تم میں گوناگوں صلاحیتیں پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر کسی نے اس نعمت وجود کو پہچانا، اس کا اعتراف کیا اور اپنے منعم کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی توحید کو تسلیم کیا، کسی نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور نفس و شیطان کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن رہا اور اپنے رب کا انکار کرتا رہا۔ انسان کو اس کی صلاحیتوں کو پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے لیکن انہیں صحیح یا غلط انداز سے استعمال کرنا انسان کا فعل ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ زجاج نے کہا ھی احسن الاقوال کہ یہ رائے ہی تمام آراء سے بہتر ہے۔

۲ آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کرنے کا مطلب متعدد مقامات پر بیان کیا جا چکا ہے۔ مختصر الفاظ میں یوں سمجھ لیجیے کہ ہر چیز کو رب کریم نے اس طرح بنایا جس طرح اسے بنایا جانا چاہیے تھا تاکہ وہ اپنی تخلیق کے مقاصد کو صحیح طریقے سے انجام دے سکے۔ کائنات کی کسی چھوٹی یا بڑی چیز میں آپ غور کریں آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسے ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ چیونٹی کا ننھا سا جسم، اس کی باریک باریک ٹانگیں اور اس کے بقیہ جسم کی ساخت ایسی ہی ہونی چاہیے تھی جیسے ہے۔ ہاتھی کا یہ بھاری بھرکم جثہ، اس کی موٹی موٹی مضبوط ٹانگیں اس کے چوڑے چوڑے کان، اس کی لمبی سوراخ دار سونڈ ایسی ہی ہونی چاہیے تھی جیسے ہمیں نظر آ رہی ہے۔ ہوا میں جو خوبیاں ہیں، پانی کی جو خصوصیتیں ہیں ان میں رد و بدل کی قطعاً گنجائش نہیں۔ جو بنایا ہے، جیسے بنایا ہے وہی حق اور درست ہے۔ اس میں رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی بڑے سے بڑا انجینئر تبدیلی نہیں کر سکتا۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کے شاہکار حضرت انسان کا خصوصی طور پر ذکر فرمایا کہ دیکھو ہم نے اسے بنایا اور کتنا خوبصورت بنایا۔ اس کا قد زیبا، اس کے ہاتھ اور اس کے بازو کتنے متناسب ہیں۔ اگر پانچ کے بجائے ہاتھ میں سات انگلیاں ہوتیں یا چار ہوتیں تو کیا وہ کام تم اس خوبی سے انجام دے سکتے جیسے اب دے رہے ہو۔ پھر اس کے چاند سے چہرے کی طرف دیکھو۔ آنکھیں، کان، ناک، منہ کتنے قرینے سے سجائے گئے ہیں۔ ان میں سے کسی کو آگے پیچھے یا اوپر نیچے کر کے تصور کرو کتنی خوفناک اور بھیانک صورت رونما ہو جائے گی۔ پھر صرف اس کا ظاہر ہی حسن و دلکشی کا مرقع نہیں بلکہ اس کا باطن بھی گوناگوں خوبیوں کا مخزن ہے۔ اس مشتِ خاک میں فضا کو مسخر کرنے، سمندروں کو کھنگال دینے کی قوتیں کس نے اکٹھی کی ہیں؟ اسے نیک و بد کے درمیان تمیز کی استعداد کس نے بخشی ہے؟ وہ ہمتِ بلند جس کے زور سے وہ مادی دنیا کی زنجیروں کو توڑ کر سدرۃ المنتہیٰ پر اپنا آشیانہ بناتا ہے وہ کس کا عطیہ ہے۔ اس کو ارادہ و عمل کی گوناگوں آزادی دے کر چمنِ ہستی کی حنابندی کا کیا حیران کن اہتمام کر دیا گیا ہے۔

کوئی لاکھ دور بھاگے، کوئی لاکھ سرکشی کرے، کوئی اپنی خودی کے خمار میں کتنا سرمست رہے، آخر کار سب نے اسی کے دربار میں لوٹ کر جانا ہے۔

مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④

جسے تم چھپاتے ہو اور جسے تم ظاہر کرتے ہو ٨ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو سینوں میں (پوشیدہ) ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ

کیا نہیں آئی تمہارے پاس ان کی خبر جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے پس چکھ لیا انہوں نے اپنے کام (یعنی کفر)

اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ

کا وبال اور ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے ٩ اس کی وجہ یہ تھی کہ آتے رہے ان کے پاس

٨ اس کی بے پایاں قدرت میں اس کی حکمت کے جلوے قدم قدم پر ؎ نظارہ دامن دل میکشد کہ جا ایں جاست کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ یہاں اس کے علم کی گیرائی اور وسعت کا اندازہ بھی ممکن نہیں۔ بلندیوں اور پستیوں میں کوئی حقیر سے حقیر چیز بھی ایسی نہیں جس کا اسے علم نہ ہو۔ اگر اس کو خشخاش کے باریک سے دانے کا علم نہ ہو جو زمین کے تاریک شکم میں بو دیا جاتا ہے تو وہ اگے کیسے، بڑا کیسے ہو، اس پر پھول کیسے آئیں اور وہ پک کر تیار کیسے ہو۔

انسان کا مقام ساری مخلوقات میں اعلیٰ وارفع ہے اس لیے اس کا ذکر ہر موقع پر خصوصیت سے کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جاننے والا اے انسان تجھے بھی جانتا ہے اور کوئی فعل اس سے مخفی نہیں تو ہزار پردوں کے پیچھے چھپ کر بھی کوئی کام کرے گا تب بھی اس کو اس کا علم ہے، بلکہ جو خیال تیرے نہاں خانۂ دل میں ابھی انگڑائیاں لے رہا ہے اس سے بھی وہ پوری طرح باخبر ہے۔ اس لیے سرکشی کا انداز ترک کر دو۔ اطاعت و انقیاد کو اپنا شعار بنا لو اسی میں تمہاری بھلائی اور دونوں جہانوں کی فلاح کا راز پوشیدہ ہے۔

قرآن کریم ہر مناسب مقام پر انسان کو یہ احساس دلاتا ہے کہ تو اشرف المخلوقات ہے۔ جو شکل و صورت تجھے دی گئی ہے وہ بھی بے نظیر ہے، جو فہم و شعور تجھے بخشا گیا ہے اس کی بھی مثال نہیں۔ فعل و ترک کی جو آزادی تجھے دی گئی ہے کسی اور مخلوق کو نہیں دی گئی۔ اب تیرا بھی فرض ہے کہ اپنے کریم رب کو پہچان، اپنی زندگی کو اس کے احکام کے سانچے میں ڈھال، اس کی نعمتوں کا شکر ادا کر۔ اس سے دو مقصد پورے ہو جائیں گے۔ تیرا خدا بھی راضی ہو جائے گا اور تیری شخصیت کو بھی چار چاند لگ جائیں گے اور تو اپنے مقصدِ حیات کو بھی عمدہ طریقہ سے انجام دے سکے گا۔

٩ جن لوگوں نے اس حقیقت کو نہ پہچانا اور اپنے رب کا شکر ادا کرنے کے بجائے سرکشی کی راہ پر چل نکلے اور کفر و شرک اور فسق و فجور کے خارزاروں میں پھنس کر رہ گئے ان کے دردناک انجام کی خبریں زبان زد عوام ہیں۔ تم نے بارہا سنی ہوں گی۔

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا

ان کے پیغمبر روشن نشانیاں لے کر پس وہ بولے کیا انسان ہماری رہبری کریں گے۔ پس انھوں نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٦﴾ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

اور اللہ تعالیٰ بھی (ان سے) بے نیاز ہو گیا ۵ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، سب خوبیوں سراہا ہے۔ گمان کرتے ہیں کفار کہ انہیں ہرگز دوبارہ

لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ

زندہ نہ کیا جائے گا۔ فرمائیے کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم تمہیں ضرور زندہ کیا جائے گا ۶ پھر تمہیں آگاہ کیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٧﴾ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ

اور یہ اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے

۵ ان کی گمراہی کی وجہ بتائی جارہی ہے کہ ہم نے ان کو عقل و فہم بھی عطا کیا۔ مزید کرم یہ فرمایا کہ ان کی طرف اپنے رسول مبعوث کیے جو انہیں راہِ حق دکھائیں اور ان پیغمبروں کو معجزے بھی دیے تاکہ وہ ان کو پہچان سکیں لیکن ان احمقوں نے یہ کہہ کر ان کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ ہم اپنے جیسے انسانوں کا اتباع نہیں کریں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی طرف سے بے پروائی اختیار کرلی اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ بندوں کو اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کی ضرورت ہے۔ وہ بندوں کے سجدوں اور عبادتوں کا محتاج نہیں۔ اس کی کوئی بھی تعریف نہ کرے پھر بھی وہ غنی اور حمید ہے۔

۶ کفار کو اس بات پر یقین تھا کہ قیامت ہرگز نہیں آئے گی، بلکہ آ سکتی ہی نہیں۔ اس لیے وہ بڑے دعوے سے کہتے تھے لَنْ يُّبْعَثُوْا۔ انہیں قبروں سے زندہ کرکے ہرگز نہیں اٹھایا جائے گا۔ ان کے اس بے جا دعوے کے رد میں ان کے اندازِ گفتگو لن یبعثوا سے بھی صدہا گنا پُرزور انداز میں وقوعِ قیامت کے بارے میں اعلان فرمانے کا اپنے رسول کو حکم دیا۔ اے حبیب! آپ فرمائیے کافرو! تمہارا یہ خیال سراسر باطل ہے کہ تمہیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ میں اپنے رب کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہیں ضرور دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ صرف اسی پر بس نہیں بلکہ تمہاری زندگی کا سارا دفترِ عمل تمہارے سامنے کھول کر رکھ دیا جائے گا اور تم میں یہ طاقت نہ ہوگی کہ تم کسی ایک بات کا بھی انکار کرو۔ ایسا کرنا میرے رب کے لیے قطعاً دشوار نہیں۔ جس طرح اس نے کائنات کی تخلیق کے وقت فرمایا کُنْ اور یہ سارا جہان اپنی بوقلمونیوں کے ساتھ نیست سے ہست ہو گیا، اسی طرح اس وقت بھی اس کا ایک اشارہ ہوگا تم سر جھکائے قبروں سے نکل کھڑے ہوگے۔ تمہارے لیے تو واقعی بکھرے ہوئے ذروں کو یکجا کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہے لیکن میں تو اپنے رب کی بات کر رہا ہوں جو علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔

أَنزَلْنَا ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ

نازل کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے ۹ جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے دن ۱۰

ذَٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ

یہی گھاٹے کے ظہور کا دن ہے ۱۱ اور جو ایمان لے آیا اللہ پر اور نیک عمل کرتا رہا اللہ دور فرما دے گا

۹ کفر و انکار انسان کو جن ہلاکتوں سے دوچار کر دیتا ہے پہلے ان کا ذکر کیا، پھر قیامت کے وقوع پذیر ہونے کا حتمی اعلان کرایا۔ اب ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ تمہاری سلامتی اور بہتری اسی میں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ اور قرآن کریم جو سراسر نور ہدایت ہے اس کو اللہ کا سچا کلام تسلیم کر لو۔ یہ نور تمہاری زندگی کے گوشہ گوشہ کو منور کر دے گا۔ اس کی چمک سے تمہارے تصورات کے ظلمت کدہ میں اجالا ہو جائے گا حق اور باطل میں تم بآسانی امتیاز کر سکو گے۔ تمہاری معاشی خوشحالی، تمہاری اخلاقی برتری اور تمہاری روحانی ترقی کی منزل کی طرف یہی نور تمہاری رہنمائی کرے گا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں وھو القرآن فانہ باعجازہ بیّن بنفسہ و مبیّن لغیرہ کما ان النور کذالک (روح المعانی) یعنی یہاں نور سے مراد قرآن کریم ہے کیونکہ وہ اپنے اعجاز بیان کے باعث خود بھی روشن ہے اور دوسرے حقائق کو بھی آشکارا کرنے والا ہے۔

۱۰ یَوْمَ، لَتُنَبَّؤُنَّ کا ظرف ہے اس لیے منصوب ہے۔ قیامت کو یوم الجمع اکٹھے ہونے یا اکٹھا کیے جانے کا دن کہا گیا ہے کیونکہ ابتدائے آفرینش سے قیام قیامت تک ساری مخلوق وہاں جمع ہو گی تاکہ ان سے ان کے اعمال کا حساب لیا جا سکے۔

۱۱ فرمایا یوم الجمع یعنی جمع ہونے کا دن ہی حقیقت میں یوم التغابن ہو گا۔ علامہ راغب نے اختصار کے ساتھ بڑی جامع اور واضح تشریح کی ہے۔ لکھتے ہیں الغبن ان یبخس صاحبک فی معاملۃ بینک و بینہ بضرب من الاخفاء (مفردات) یعنی پوشیدہ طور پر اپنے ساتھی کو باہمی معاملہ میں نقصان پہنچانے کو غبن کہتے ہیں اگر یہ نقصان مالی ہو تو اس کا ماضی غَبَنَ مفتوح العین ہو گا اور اگر اس کی رائے اور فہم میں ہو تو غَبِنَ مکسور العین ہو گا۔ قیامت کو یوم التغابن کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عمر بھر جس خاتی کاروبار میں وہ ہمہ تن مصروف رہے۔ اس کے نتائج کھل کر ان کے سامنے آ جائیں گے اور انہیں علم ہو جائے گا کہ انہوں نے کتنے گھاٹے کا سودا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے انہوں نے اپنے آپ کو نعیم جنت سے محروم کیا اور نفس و شیطان کی پیروی کر کے اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن بنا لیا۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ باب تفاعل ہے اس میں دو یا دو سے زائد آدمیوں کی شرکت ضروری ہے اس لیے انہوں نے یوم التغابن کی تشریح یوں کی ہے کہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو انہیں اپنے محلات کے علاوہ ان لوگوں کے محلات بھی مرحمت فرما دیے جائیں گے جنہوں نے غلط روی کے باعث اپنے آپ کو جہنم کا سزاوار بنایا۔ اور جہنمی جب دوزخ میں پھینکے جائیں گے تو انہیں اپنے ٹھکانوں کے علاوہ ان لوگوں کے ٹھکانے بھی دے دیے جائیں گے جو راہ راست پر گامزن ہونے کے باعث دوزخ کے عذاب

نجات پاگئے گویا اس روز دوزخی اور جنتی آپس میں لین دین کریں گے۔ اہل جنت اپنے دوزخ کے ٹھکانے جہنمیوں کو دے دیں گے اور ان کے عوض جنت میں دوزخیوں کے لیے جو ایوان آراستہ کیے گئے تھے وہ انہیں مل جائیں گے۔ اس روز دوزخی بآسانی یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ زندگی کے میدان میں کون جیتا اور کون ہارا۔ اس کاروبار میں انہوں نے کیا کھویا اور کیا پایا۔

بخاری شریف کی روایت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا:

مَامِنْ عَبْدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ أَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَمَامِنْ عَبْدٍ يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ لِيَزْدَادَ حَسْرَةً۔ یعنی ہر جنتی جب جنت میں داخل ہوگا تو اسے جہنم میں اس کی وہ جگہ دکھائی جائے گی جو اگر وہ بدکار ہوتا تو اس کو ملتی یہ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا مزید شکر ادا کرے اور دوزخی کو جنت میں اس کی وہ جگہ دکھائی جائے گی جو اگر وہ نیک ہوتا تو اس کو ملتی تاکہ اس کی حسرت میں مزید اضافہ ہو۔

صحیح مسلم اور ترمذی کی ایک حدیث بھی مطالعہ فرمائیے تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان کس طرح عدل فرمائے گا۔ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قَالَ أَتَدْرُونَ مَنِ الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ قَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَصِيَامٍ وَزَكٰوةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا۔ فَيُعْطِي هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ وَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔

ترجمہ: ایک روز رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا اے لوگو! تم جانتے ہو مفلس کون ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو اس کو مفلس کہتے ہیں جس کے پاس نہ روپیہ ہو نہ ساز و سامان۔ فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہے جو روز حشر آئے گا۔ اس کے ساتھ اس کی نمازیں، اس کے روزے اور اس کی زکوٰۃ ہوگی نیز وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس نے دنیا میں کسی کو گالی نکالی ہوگی کسی پر بہتان باندھا ہوگا، کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ ان مظلوموں کی دادرسی کرنے کے لیے اس کی نیکیاں ان لوگوں میں بانٹی جائیں گی اور اگر مظلوموں کی حق رسی سے پہلے اس کی نیکیوں کا ذخیرہ ختم ہوگیا تو مظلوموں کے گناہ لے کر اس کے سر پر لاد دیے جائیں گے اور پھر اسے دھکا دے کر آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک اور نصیحت آموز ارشاد بھی سنتے جائیے۔

قال من کان عندہ مظلمة لاخیہ فلیحللہ منہا فی الدنیا فانہ لیس ثمہ دینار ولا درہم ان کان عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم یکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ (بخاری شریف)

ترجمہ: یعنی اگر کسی نے اپنے بھائی پر ظلم کیا ہے تو اس دنیا میں ہی وہ اسے معاف کرالے کیونکہ قیامت کے روز دینار و درہم نہیں ہوں گے۔ اگر اس ظالم نے کچھ نیک اعمال کیے ہوں گے تو وہ لے کر اس مظلوم کو دے دیے جائیں گے اور اگر اس کے پاس صالح اعمال کا ذخیرہ نہ ہوگا تو مظلوم کے گناہ اس کے سر پر لاد دیے جائیں گے۔

عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اس سے اس کے گناہوں کو ۱۲؎ اور داخل فرمائے گا اسے باغوں میں رواں ہوں گی جن کے نیچے ندیاں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے تا ابد۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ

اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے ۱۳؎ اور یہ بہت بری

وہ لوگ جو تلاش زر میں آج دیوانے بنے پھرتے ہیں، حلال وحرام، جائز وناجائز کی تمیز بھی نہیں کرتے، جو لوگ اپنے کارخانوں کی اونچی اونچی چمنیوں سے سیاہ دھواں نکلتا دیکھ کر پھولے نہیں سماتے، جو آج اپنے کروفر میں اتنے مست ہیں کہ انہیں راہ حق پر ایک قدم چلنا بھی گوارا نہیں، انہیں اگر فرصت ملے تو وہ یوم التغابن کا بھی تصور کریں۔ جب انہیں خالق کائنات کے حضور لاکر کھڑا کر دیا جائے گا اس وقت ان کی آنکھ کھلے گی اور انہیں اپنی حماقت کا احساس ہوگا۔ اس روز انہیں پتہ چلے گا کہ جس کاروبار کو بڑا نفع بخش سمجھ رہے تھے، وہ درحقیقت سراسر گھاٹے کا کاروبار تھا۔

علامہ ابن منظور نے حضرت حسن بصری سے تغابن کا ایک اور مفہوم نقل کیا ہے۔

سُئِل الحسن عن قولہ تعالٰی ذٰلک یوم التغابن فقال غبن اهل الجنة اهل النار ای استنقصوا عقولهم باختیارهم الکفر علی الایمان (لسان العرب) یعنی حضرت حسن بصری سے یوم التغابن کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا اس روز اہل جنت دوزخیوں کے فہم وخرد کی تنقیص کریں گے کہ تم لوگ کتنے احمق تھے۔ تم نے ایمان کو چھوڑ دیا اور کفر کو اختیار کر لیا۔ تمہاری دانش مندی نے تمہیں یہ بین حقیقت بھی دسمجھائی کہ دانا باقی کے بدلے فانی نہیں لیا کرتے۔ اس صورت میں تغابن۔ غبن سے ماخوذ ہوگا جس کا معنی عقل ورائے میں نقصان ہے۔

۱۲؎ یوم التغابن کے ذکر کے بعد پھر اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ جو شخص ایمان لائے گا اور ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اعمال حسنہ سرانجام دے گا اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ خطائیں دور کر دے گا۔ اس کے نامہ اعمال میں کوئی ایسا نقص نہیں رہے گا جس سے قیامت کے دن اس پر فرد جرم عائد کی جاسکے اور اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔ علامہ جوہری کفر کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں۔ التکفیر فی المعاصی کالاحباط فی الثواب (صحاح) اعمال صالحہ کا ثواب ضائع ہو جائے تو اس کے لیے حبط کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور گزشتہ گناہ کالعدم کر دیے جائیں تو اس کے لیے تکفیر کا کلمہ استعمال ہوتا ہے۔

۱۳؎ لیکن جو بدبخت اتنی نصیحتوں کے باوجود کفر پر اڑے رہے اور آیات ربانی کی تکذیب کرتے رہے ان کا دردناک انجام بھی بتا دیا تاکہ وہ اس کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لیں۔

الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ ع ۱ ۱۵

پلٹنے کی جگہ ہے۔ نہیں پہنچتی (کسی کو) کوئی مصیبت بجز اللہ کے اذن کے ۱۴ اور جو شخص

۱۴ یہ دنیا دارالمحن ہے۔ مصائب و آلام سے کسی کو مفر نہیں۔ بیماری، صدمے، تجارت و زراعت میں خسارہ، کسی عزیز ترین مقصد میں انتہائی مساعی کے باوجود ناکامی۔ یہ ایسے حالات ہیں جن سے کم و بیش ہر شخص کو واسطہ پڑتا ہے۔ لیکن آلام و مصائب کے ہجوم میں ہر شخص کا ردعمل یکساں نہیں ہوتا۔ وہ لوگ جن کا خدا کی ذات پر ایمان نہیں ہوتا وہ اپنے آپ کو ان حالات میں ایک بے بس تنکا محسوس کرتے ہیں جسے ہوا کے جھونکے اِدھر سے اُدھر پھینک رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت جس ذہنی پستی اور اخلاقی انحطاط کا یہ لوگ مظاہرہ کرتے ہیں اسے دیکھ کر شرافت کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے اور آنکھیں فرط ندامت سے جھک جاتی ہیں۔ لیکن جن کو خدا پر ایمان ہوتا ہے اور ایمان بھی ایسا مستحکم اور استوار کہ اس میں ذرہ برابر لچک نہیں ہوتی۔ ان کی شان اس وقت دیدنی ہوتی ہے۔ شیروں کے نرغے میں بھی وہ مسکرا رہے ہوتے ہیں۔ بے رحم طوفانوں میں بھی ان کے یقین کی شمع فروزاں رہتی ہے۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ بے آسرا نہیں۔ خدا کی ذات ان کا آسرا ہے اور یہ بہت بڑا آسرا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا یہ بھی ایمان ہے کہ ان کے پروردگار کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ اگر اس نے انہیں کسی آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے تو یہ اس کا ظلم یا بے انصافی نہیں یا اپنے فرمانبردار بندے سے اس کا تغافل اور اس کی بے رُخی نہیں بلکہ اسی میں ان کی بہتری اور بھلائی ہے۔ یہی عین مصلحت ہے۔ اس طرح ان کے دل مضطرب اور بے چین نہیں ہوتے۔ آزمائش کی اس پُرخار وادی کو بڑے صبر و تحمل اور سکون و وقار کے ساتھ طے کرتے چلے جاتے ہیں۔

ایمان باللہ میں کس بلا کی قوت ہے۔ اس قوت کے بل بوتے پر انسان کس طرح ثابت قدمی اور جوانمردی کا مظاہرہ کرتا ہے اس کے لیے آپ فرعون کے ساحروں کے رویہ پر نظر ثانی کیجیے۔ فرعون انہیں دھمکیاں دے رہا ہے اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا۔ تمہیں سولی پر چڑھا دوں گا۔ انہیں اس کا بخوبی علم تھا کہ یہ ظالم ایسا کر کے رہے گا۔ لیکن وہ ایمان جو ان کے دلوں میں پیدا ہو گیا تھا وہ انہیں ثابت قدم رکھتا ہے۔ ان میں لغزش نہیں آنے دیتا۔ وہ بھرے دربار میں یہ اعلان کرتے ہیں۔ فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ۔ اے فرعون! جو تیرا جی چاہے کر گزر، ہم اس نعمتِ ایمان کو ہرگز اپنے ہاتھوں سے نہیں جانے دیں گے۔

جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر، اس کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ پر یقین راسخ نصیب ہوتا ہے تو ان نہرہ گداز حالات میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو صبر و رضا اور تسلیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ میں اسی خصوصی عنایت کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں علامہ ابن کثیر نے ایک حدیث لکھی ہے جو صحیحین سے منقول ہے۔ آپ بھی اسے غور سے پڑھیے اور اسے یاد رکھیے تاکہ زندگی کا کارواں جب لالہ زاروں اور مرغزاروں سے نکل کر خارزاروں اور اداس و ویران ریگزاروں سے گزرنے لگے تو آپ کے چہرے پر اس وقت بھی طمانیت کا نور جھلک رہا ہو۔ تمہارے دل میں اضطراب و پریشانی کی کوئی علامت موجود نہ ہو۔ آپ کے آقا و مولا، مرشدِ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ عجبًا للمؤمن لا يقضي الله له قضاءً الا كان خيرًا له، إن اصابته ضراء صبر فكان خيرًا له وان اصابته سراء شكر فكان خيرًا له وليس ذلك لأحد الا للمؤمن۔

يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِيْعُوا

اللہ پر ایمان لے آئے اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ۱۵ اور اطاعت کرو

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ

اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (مکرم) کی ۱۶ پھر اگر تم نے روگردانی کی (تو تمہاری قسمت) ہمارے رسول کے ذمہ فقط کھول کر (پیغام)

الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾

پہنچانا ہے۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں پس اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو ۱۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

اے ایمان والو! تمہاری کچھ بیبیاں اور تمہارے بچے تمہارے دشمن ہیں

ترجمہ: یعنی مومن کی بھی عجیب حالت ہے اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جو فیصلہ کرے وہی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ اگر اسے تکلیف پہنچے اور اس پر وہ صبر کرے تو یہ تکلیف اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے مسرت ارزانی ہو اور وہ اس پر شکر کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور یہ سعادت صرف مومن کے لیے مخصوص ہے۔

۱۵ یہ فرما کر اہل ایمان کو تسلی دے دی کہ تمہارا واسطہ اس خدا سے نہیں جس کو تمہاری حالت کی خبر نہ ہو۔ تم اس کے لیے ہلکان ہوتے رہو، نقصان پر نقصان اٹھاتے رہو، تکلیف پر تکلیف جھیلتے رہو اور اسے پتہ ہی نہ ہو کہ اس کے بندے اس کی راہ میں کن کن آفتوں سے نکرا رہے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں۔ اس کی راہ میں جو کانٹا تمہیں چبھتا ہے، گرم لو کا جھونکا جو تمہارے جسم کو چھو کر نکل جاتا ہے، اسے اس کا بھی علم ہے، اس کا بھی وہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ تمہارا دشمن کتنا جابر و قاہر کیوں نہ ہو جب اس کی مدد آئے گی تو دشمن کا نام و نشان تک باقی نہ رہے گا۔ صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو۔ اس کی رحمت پر بھروسہ رکھو۔ حالات کا رخ پھیرنے میں اسے دیر نہیں لگتی۔ کس پیارے انداز سے اپنے محبان دلفگار کی دلجوئی فرمائی جا رہی ہے۔

۱۶ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنا شعار بنائے رکھو۔ اگر تم نے خوشی و آرام کے دنوں میں اس کو بھلا دیا یا غم و اندوہ کی تاریک راتوں میں اس کی رحمت سے مایوس ہو کر بے راہروی اختیار کر لی تو یاد رکھو اس کا نقصان تمہیں ہی ہوگا۔ ہمارے رسول کی تو یہی ذمہ داری تھی کہ وہ تمہیں حق کا پیغام پہنچا دے۔ اس کو قبول کرنا یا نہ کرنا تمہارا کام ہے۔

۱۷ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اور اس پر توکل بندۂ مومن کا طرۂ امتیاز ہے۔

فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پس ہوشیار رہو ان سے ١٨ اور اگر تم عفو و درگزر سے کام لو اور بخش دو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ غفور

رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ

رحیم ہے ١٩ بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد نری آزمائش ہیں ٢٠ اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اجر

عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا

عظیم ہے ٢١ پس ڈرتے رہو اللہ سے جتنی تمہاری استطاعت ہے ٢٢ اور اللہ کا فرمان سنو اور اسے مانو اور اس کی راہ میں خرچ کرو

١٨ راہِ حق کے مسافر کے لیے وہ لمحے بڑے خطرناک ہوتے ہیں جب اس کی محبوب بیوی یا پیاری اولاد سنگِ راہ بن کر سامنے آتی ہے۔ جب ایمان کے تقاضوں اور ان کے مطالبات میں تصادم شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نازک لمحوں میں اپنے بندوں کی رہنمائی فرماتا ہے۔ انہیں یہ بتاتا ہے کہ بے شک تیری بیوی تیری ارضی جنت کی حور ہے، اگرچہ تیری اولاد تیری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے لیکن اگر یہ تجھے راہِ راست سے بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں تو خبردار! یہ تیرے دشمن ہیں۔ یہ تیری عاقبت کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ تجھے اپنے مالک کی بغاوت پر اکساتے ہیں ان کی ان چالوں سے ہوشیار رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی نازبرداریاں کرتے ہوئے اپنی متاعِ ایمان لٹا بیٹھو۔ یہ خسارہ ناقابلِ برداشت ہوگا۔

١٩ ان کی کھلی عداوت کے باوجود ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور عفو و درگزر کا درس دیا جا رہا ہے۔ یہ وسیع القلبی اور تسامح اسلام کے بغیر آپ کو کسی اور دین میں نہیں ملے گی۔

٢٠ مال اور اولاد کی محبت اگر یادِ حق میں مخل انداز ہو تو یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ مومن کو چاہیے کہ ان کی محبت میں ایسا وارفتہ نہ ہو جائے کہ یادِ حق میں غفلت اور احکامِ شریعت کی پابندی میں تساہل ہونے لگے۔

مال اور اولاد اس اعتبار سے بھی آزمائش ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب یہ نعمتیں عطا فرماتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ ان کو صحیح طور پر استعمال کرتا ہے یا نہیں۔ جب اولاد بخشتا ہے تو وہ یہ دیکھتا ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت میں اپنی ذمہ داری کس حد تک پوری کرتے ہیں۔ ان کو انسانیت کی اعلیٰ قدروں سے متصف کرنے کی کہاں تک کوشش کرتے ہیں۔ اسے ایسا فرد بنانے میں ان کا کتنا حصہ ہے جو اپنے علم، اپنے عمل اور اپنی سیرت کے باعث اپنی قوم اور ملک کو چار چاند لگا دے۔ جو والدین اپنی اولاد کی صحیح تربیت نہیں کرتے، انہیں علم کے جوہر سے مزین نہیں کرتے، ان کے کردار کو اعلیٰ سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش نہیں کرتے وہ اس آزمائش میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ اس امتحان میں صرف وہی ماں باپ کامیاب ہوتے ہیں جو اپنی اولاد کو مومن کی صفاتِ حمیدہ کا پیکرِ جمیل بنا دیتے ہیں۔

٢١ اگر تم اپنے اموال اور اپنی اولاد کے سلسلہ میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے انجام دو گے تو بارگاہِ الٰہی سے تم پر مزید فضل و احسان کی بارش کی جائے گی اور تمہاری اس عملی شکر گزاری کو مزید انعامات سے نوازا جائے گا۔

٢٢ سورۂ آلِ عمران کی آیت ١٠٢ میں ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ ۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسے

خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾

یہ بہتر ہے تمہارے لیے ٢٣ اور جنہیں بچا لیا گیا ان کے نفس کے بخل سے تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ٢٤

إِن تُقْرِضُوا۟ ٱللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ

اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو تو وہ اسے کئی گنا کر دے گا تمہارے لیے اور بخش دے گا تمہیں ٢٥ اور اللہ تعالیٰ

ع ٢ ١٨/١٦

شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١٨﴾

بڑا قدردان اور بہت حلم والا ہے ٢٦ ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا ہے، سب پر غالب، بڑا دانا ہے ٢٧

طرح اللہ سے ڈرنے کا حق ہے۔ یہاں ارشاد فرمایا کہ اپنے اللہ سے ڈرو جتنا تمہارا مقدور ہے، جتنا تمہارے امکان میں ہے۔ اس اختلاف کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی رقمطراز ہیں: اشارة الى الفرق بين الابرار والمقربين في حال التقوى وقوله فاتقوا الله ما استطعتم ناظر الى الابرار وقوله تعالى فاتقوا الله حق تقاته ناظر الى المقربين۔ فان حالهم الخروج عن الوجود المجازي بالكلية وهو حق التقوى۔

یعنی ابرار اور مقربین کے تقویٰ میں جو فرق ہے اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ اس آیت میں ابرار کی حالت کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور پہلی آیت میں مقربین کے احوال کو ملحوظ رکھا گیا ہے، کیونکہ وہ لوگ اپنے وجود مجازی سے کلیۃً دستکش ہو جاتے ہیں اور یہی تقویٰ کا منتہائے کمال ہے۔ ہر شخص اولوالعزم نہیں ہو سکتا، ہر شخص میں وہ صلاحیتیں نہیں پائی جاتیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اکابر صحابہ اور اکابر اولیاء کرام کو مشرف فرمایا۔ اس لیے سب کے لیے تقویٰ کا دروازہ کھول دیا۔ جتنی تمہاری بساط ہے، جتنی ہمت کے تم مالک ہو اتنا تقویٰ اختیار کرو۔ مزید ارتقائے تقویٰ کی توفیق وہ جب چاہے گا اپنی جناب سے تمہیں عطا فرمائے گا۔

٢٣ مزید ہدایات دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کے نبی کے ارشادات پوری توجہ سے سنو۔ اس کے احکام کو بجا لاؤ اور اس کی راہ میں اس کے دیے ہوئے مال سے خرچ کرتے رہو۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ خیرا، کان مقدر کی خبر ہے۔ یعنی تم ایسا کیا کرو ایسا کرنا تمہارے لیے بہتر ہے۔ یکون خیرا لکم۔

٢٤ اس کی تشریح سورۂ حشر کی آیت ٩ میں گزر چکی ہے۔

٢٥ اخلاص اور خوشی سے اللہ تعالیٰ کے دین کو سربلند کرنے کے لیے جو شخص اپنا مال خرچ کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ گویا قرض ہو گا اور وہ اسے کئی گنا کر کے دیتا رہے گا۔ ایک کا دس، بلکہ سات سو، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اس کے علاوہ اس کے گناہ بھی معاف کر دیے جائیں گے۔

٢٦ شکور کا معنی ہے قدردان۔ بندہ تھوڑا سا کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتا ہے اللہ تعالیٰ بے حساب اسے اجر عطا فرماتا

ہے۔ واللّٰہ شکور بمعنی انہ کثیر الصنائع علیٰ عبدہٖ۔

حلیم : یعنی تم گناہ کرتے ہو وہ فوراً ہی پکڑ نہیں لیتا۔ اس کے علم کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔

۲۷؎ اس کا علم مکمل ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے پنہاں نہیں۔ اس کی قدرت عظیم ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس کے فیصلہ کو ٹال سکے اور اس کی قضاء کو مسترد کر سکے۔ ہمہ دان اور قادرِ مطلق ہونے کے ساتھ ساتھ وہ حکیم ہے۔ اس کے ہر حکم میں، اس کے ہر فیصلہ میں اس کی حکمت کے جلوے نظر آتے ہیں۔

◎

اَللّٰھم انت عالم الغیب والشھادۃ وانک انت العزیز الحکیم فاطر السمٰوٰت والارض انت ولیّ فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مُسلما والحقنی بالصالحین۔

اَللّٰھم صل من الصلوات ازکٰھا ومن التسلیمات اطیبھا ومن التحیات اسنٰھا علیٰ حبیبک ومحبوبک ونبیک ورسولک سیدنا ومولانا محمّد وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہ ومن تبعہ باحسان الیٰ یوم الدین۔

○